جوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی

لیکن افسوس ہے کہ آج ہم جس مضمون پر قلم اُٹھانے کو مجبور ہوگئے ہیں وہ ہمارے اہلِ قلم کی اس افسوسناک فروگذاشت کا بیان اظہار ہے جو بحیثیت مجموعی ان سے وقوع میں آئی۔ ہندوستان کو گہوارہ مذاہب کہا جاتا ہے اور اس خطۂ ارضی میں اس قدر مذاہب و معتقدات مختلفہ و متباشنہ موجود ہیں جن کا شمار شمار سے باہر ہے مگر کمال حیرت و تعجب کا مکان ہے کہ جس کسی نے اُردو میں لکھا صرف اسلام پر ہی لکھا اور جس روش کی بنا مولوی عماد الدین مرحوم نے رکھی سب اسی پر چلتے گئے اور اب تک چلے جا رہے ہیں اور بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ اولڈ فیشن تقلید کے مرید اور لکیر کے فقیر ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے اہلِ تصنیف و ارباب تالیف نے ہمیشہ وہی لکیر پیٹی جس کی بنیاد ایک دفعہ ڈال دی گئی تھی مسلمانوں میں سے جو لوگ دائرہ مسیحیت میں شامل ہوئے قدرتی طور پر انہوں نے اسلام کے خلاف خیالات کا اظہار کرنا تھا مگر اس بات کی ہمیں کبھی سمجھ نہیں آئی کہ اہلِ ہنود میں سے آمدہ نومسیحیوں نے کیوں اس مذہب کے متعلق جسکو وہ ترک کر کے مسیحیت کو قبول کر چکے تھے نہ لکھا۔ یہ کہنا تو ایک بے بنیاد الزام ہے کہ انہوں نے دوسروں کی تالیف سے مدد لیکر اپنی لیاقت کر لیا۔ مگر انہوں نے کیوں ہندو دھرم پر خامہ فرسائی کرنے کی بجائے اسلام ہی کے خلاف قلم اُٹھایا اس کا سبب اگر کسی صاحب کو پتہ ہو تو بتائے۔ مگر ہمیں اسکی وجہ حقیقی نہیں معلوم ہو سکی کہ کیوں دا س۔ رام چند اور ناتھ وغیرہ سب نے ہندو دھرم پر کچھ نہ لکھا۔ اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو عبور کرنا ایک شخص کے لئے مشکل ہو گا مگر اس کے مقابل ہندو دھرم پر لکھی گئی کتب و رسائل کی فہرست تیار کریں تو مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں جو کہ اس قیاس پر مبنی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حقیقت واقع اس کے برعکس ہو۔

(۱) ہندوؤں میں سے آمدہ نومسیحی اپنے مذہب سے کوئی واقفیت نہ رکھتے تھے۔

(۲) اور وہ اپنے متروکہ مذہب کی نسبت اسلام سے بخوبی واقف تھے۔

(۳) یا اُنہوں نے دانستہ ہندو دھرم کے خلاف قلم کو حرکت نہ دینا چاہی۔

(۴) اور اس صورت میں یا تو محمدی نومریدوں کی تصانیف کی مدد سے یا اہلِ اسلام کی کُتب احادیث۔ تواریخ اور سیر سے واقفیت حاصل کر کے جو کچھ ہو سکا اسلام کے خلاف لکھ کر اپنا فرض پورا کر دیا۔

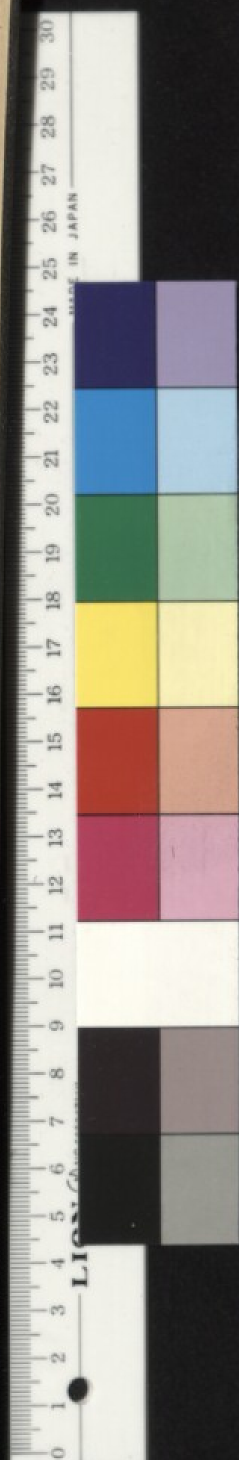
(۵) یا ان کے خیال میں مسیحیت کی اشاعت ہندو دھرم میں ناممکن اور غیر واجب تھی۔

(۶) اور اہلِ اسلام میں ممکن اور مناسب۔

مندرجہ بالا صورتوں میں سے خدا جانے حقیقی صورت کیا تھی۔ کہ ہمارے اہلِ قلم نے یہ افسوسناک روش اختیار کی۔ مگر ایک بات جس سے کسی محقق حق کو انکار نہیں ہو سکتا وہ یہ ہے کہ آج ہندو دھرم کے خلاف یا متعلق کوئی کتاب یا رسالہ ایسا موجود نہیں جو اسلام کے خلاف یا متعلق کسی کتاب یا رسالہ کا مقابلہ کر سکے۔ آہ! کیا کمال محنت اور حسن تصنیف و تحریر ہے کہ ہمارے مصنفین نے جس مضمون کو اسلام کے خلاف لیا اُس پر وہ قلم توڑا کہ کوئی حصہ اُس کا باقی نہ رہ گیا۔ عقائد اسلامیہ۔ تواریخ محمدی۔ تعلیم محمدی اور فصاحتِ قرآن وغیرہ کے سرسری مطالعہ ہی سے یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اہلِ قلم نے قلم اُٹھایا اور اُس وقت بس کی کہ اس مضمون پر کوئی بات کہنے کی باقی نہ رہ گئی۔

ہندو دھرم پر کوئی جامع کتاب نہ لکھنے کا آج یہ نتیجہ ہے کہ کوئی کتاب ایسی نہیں مل سکتی جس میں واضح اور مفصل بحث کسی ایک مضمون پر موجود ہو۔ آج بھی ہم میں سے بہت قابل و فائق ہندو نومرید ہیں جو کسی محمدی نومرید کی نسبت ہندو دھرم کو زیادہ جانتے اور آسانی سے جان سکتے ہیں۔ اگر وہ اس جانب متوجہ ہوں تو ہندو دھرم پر متعدد جامع تحاریر کا موجود ہو جانا ہرگز مشکل نہیں ہو گا جب کسی بازار میں منادی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی ہندو اعتراض کرتا ہو تو اس وقت ہمیں اپنی اس فروگذاشت کا علم ہوتا ہے۔

ہاں ایک بات ہماری معذوری پر دال ہے۔ وہ یہ کہ چونکہ چھٹی صدی سے مسیحیت کے اسلام کے ساتھ تعلقات چلے آئے ہیں۔ یہ طبعی نتیجہ تھا کہ اُس کے ہی متعلق لکھا جاتا۔ مگر ہم تو یہ بھی پاتے ہیں کہ جہاں کہیں مشنری صاحبان پہنچے وہاں کے مذاہب کے مطالعہ اور اُن پر قلم اُٹھانے میں اُنہوں نے حیرت انگیز سرعت عمل سے کام لیا بجائے ہم پنجاب کی نسبت یہ کہیں؟ کہ یہاں کے ہندو نومرید اپنے سابقہ دھرم کی عزت پر کوئی حرف گوارا نہ کرتے تھے اور اُنہوں نے ہندو دھرم کے نقائص سے واقف ہونے کے باوجود اپنے خیالات کا اظہار کرنا نہ چاہا۔ تمام مضمون میں ہمارا اردو سخن مسیحی علم ادب اُردو کے مصنفین سے ہم نور افشاں میں گذشتہ کئی سال کے عرصہ میں اگر ہندو دھرم پر لکھی گئی کسی کتاب کا ذکر آیا ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع شدہ چند رسائل پر ریویو۔ مگر کہاں ہیں ہمارے اہلِ قلم؟ کیا ہمارے کتبخانے اس طرف توجہ کرینگے؟ کہ جہاں ہر سال درجنوں کتب قدیم و جدید اسلام پر لکھی اور شائع کی جاتی ہیں وہاں ایک چوتھائی ہندو دھرم پر بھی شائع کی جائیں۔ کیا یہ کہنا درست نہیں کہ اگر ہندو دماغ کے لئے ہمارے پاس کافی سامان اشاعت موجود ہوتا تو بہت سے اہلِ ہنود آج حلقہ بگوش مسیحیت ہوتے۔ اسلام پر لکھیں اور خوب لکھیں مگر دوسرے مذاہب سے بالکل لاپروا کیوں ہوں؟ آج جو تحریک نہیں ملک میں جاری ہے ذرا اس سے ہی سبق سیکھیں۔ کیا تیر تھا۔ اہلِ ہنود کے تیوہار اور دھرم تلا لکھ کر اب آگے کچھ لکھنے کیلئے رہا نہیں





نور افشان

مطبوعہ یکم فروری ۱۹۲۴ء

کنعان میں قدیم زمانہ کی یادگاریں

ہمارے بہت سے ناظرین پادری اے پی کیلسو مرحوم کے نام سے واقف ہیں۔ ذیل کا بیان آپ کے بڑے بیٹے ڈاکٹر جے۔ اے کیلسو کے مضمون کا اختصار ہے جو امریکہ کے اعلیٰ بائبل سکالرس میں سے ایک ہیں۔ ایڈیٹر۔

جب تک ملک کنعان مسوپٹامیہ کی طرح سلطنت ٹرکی کے ماتحت رہا تب تک ترکوں نے مسیحی محققین کو کام نہ کرنے دیا۔ اگر گورنمنٹ ان محققین کو تحقیق و تفتیش کی اجازت دیتی تھی تو صوبوں کی حکومت کام میں رکاوٹ ڈالا کرتی تھی۔ اگر صوبے کو راضی کر لیا تو ادنیٰ حکام پیش نہ جانے دیتے تھے تو بھی ٹرکی حکومت کے زمانہ میں بابل و ننوہ وغیرہ کی بابت بہت کچھ دریافت کیا گیا پر ملک کنعان میں کام نہ شروع ہونے دیا تھا۔ مگر جب سے ملک کنعان انگریزوں کے قبضے میں آیا ہے تب سے قدیم زمانہ کی یادگاروں کا متلاشی محکمہ باقاعدہ قائم ہو کر کام میں معروف ہو گیا ہے۔ اس عرصہ میں اگرچہ بہت جگہوں میں کام کیا گیا مگر نتائج بہت بڑے نمایاں نہ ہوئے۔ پر بیت شان میں۔

قریباً تیس برس کا عرصہ گذرا کہ سر جارج ایڈم سمتھ نے کھنڈرات بیت شان کو دیکھ کر لکھا تھا کہ "یہاں بعض منظر ایسے ہیں جنکی بدنما صورت کے نیچے قیمتی خزانے مدفون ہیں" خدا کی شان ہے کہ بیت شان کے یہ کھنڈر امریکن محققین کے حصے میں آ گئے ۱۹۲۱ء تک بیت شان کی کھدائی میں کوئی تعجب خیز دریافت نہ ہوئی۔ جو کچھ سطحی طور سے معلوم ہوا وہ صرف کسی بڑی کامیابی کا دروازہ ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن ۱۹۲۲ء و ۱۹۲۳ء کی کھدائی سے قدیم زمانہ کے اسباب و حالات کے حیرت انگیز خزائن کھل گئے۔ جن میں سے مصر کے کالے پتھر کا کھنبہ یا مینار خاص ذکر کے لائق ہے۔ یہ مینار مصر کے بادشاہ سیتی اول کا ہے جو تصویری حروف کی عبارت سے لکھا ہوا ہے۔ یہ بائبل سٹوڈنٹ کے لئے خصوصیت سے قیمتی ہے کیونکہ سیتی اول رامسس ثانی کا باپ تھا۔ جس کی بابت یقین کیا گیا ہے کہ یہ فرعون بنی اسرائیل کو دکھ دینے والا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہیرودیس اعظم کے چچا زاد بھائی کا تابوت بھی برآمد ہوا ہے۔

ڈاکٹر جیمس اے کیلسو بیان کرتے ہیں کہ میں گذرے اپریل میں ڈاکٹر فشر سے جو بیت شان میں کھدائی کا کام کرا رہے ہیں بیت شان میں ملا۔ انہوں نے دیگر دریافتوں کے ساتھ بیان کیا کہ ہم نے بیت شان میں ۱۹ویں مصری خاندان کے قلعہ کو بھی دریافت کر لیا ہے جس نے عبرانی غلاموں کو روکا تھا۔ اور جس کے زمانہ میں بنی اسرائیل کا مصر سے خروج ہوا تھا۔ اس کے متعلق ہم نے سیتی اول اور رامسس دوم کے لکھے ہوئے کتبے اور کتبے بھی پائے ہیں۔ یہ کتبے بالکل محفوظ صورت میں ہیں ہیں جن میں قبل از مسیح تیرھویں صدی کے متعلق کانی کیفیت پائی جاتی ہے۔ خصوصاً رامسس دوم کے کتبوں میں جو اس کی حکومت کے نویں برس کے لکھے ہیں۔ ان میں مذکور ہے کہ مصر کے شہر رامسس کو ایشیائیوں نے بنایا ہے۔ جیسا کہ خروج ۱:۱۱ میں مذکور ہے کہ خزانے کے شہر رامسس اور پتھوم عبرانیوں نے بنائے تھے یہ کتبے بالکل بائبل کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں ان تمام دریافتوں کا تاج رامسس ثالث کے مجسمہ کا پایا جانا ہے۔ یہ وہ فرعون ہے جس نے فلستی یعنی فلسطی لوگوں کا مقابلہ کیا تھا جو سموئیل و ساؤل و داؤد کے زمانوں میں بڑے آفت آپ تھے۔ ہمیں امید ہے کہ اس جگہ کہیں رامسس ثالث کے کتبے بھی مل جائینگے۔

ہنوز بیت شان کے کام کو ختم کرنے کے لئے کئی سال اور خرچ ہونگے۔ بیت شان کی دریافتیں مصر اور کنعان کے باہمی رشتوں پر روشنی کی نئی کرنیں ڈالینگی بلاشک طوطن خامن کی قبر کی دریافتوں نے پبلک کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی ہے۔ مادہ پرستوں کے لئے طوطن خامن خواہ کیسی ہی دلچسپی کا باعث ہو پر بیت شان کی دریافتیں بائبل کے ماہرین کے لئے مصر کے اکثر کی دریافتوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہونگی۔ یہ بات انتہائی معانی میں ثابت ہو چکی ہے کہ قبل از مسیح سنہ ۱۱۹۰ء سے ۱۳۱۳ء تک یردن کی وادی مصری حکومت کے ماتحت تھی۔ اس نے دمشق کے رستہ کی چابی پر قبضہ کیا ہوا تھا اس مصری قبضے نے کنعان پر مصری تاثیر کو قائم و ثابت کر دیا ہے جس نے ان تمام بدفہمیوں کا سدباب کر دیا جو عبرانیوں اور بابلیوں اور عربوں کے رشتے کے متعلق کی جاتی تھیں مثلاً بتلایا جاتا تھا کہ عبرانیوں نے جو کچھ لیا ہے وہ بابلیوں اور عربوں سے لیا ہے۔ بیت شان کے پتھروں کی آواز نے بائبل کے مخالفین کو ایک دفعہ پھر نیچا دکھا دیا ہے۔ ہنوز بیت شان کے پتھر اور بھی شور مچانے کو ہیں۔

(کرسچن پیٹریٹ مطبوعہ ۶ دسمبر ۱۹۲۳ء)

ایک برہمن کا عیسائی ہونا

آج مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۲۴ء کے روز بچے آدھ ہولی نیسچیہ ایم۔ ایس بتوں میں ایک جوان بنام پنالال ساکن موضع بجز ضلع اجمیر نے بدست پادری ایم۔ اے وگرم صاحب اصطباغ حاصل کیا۔ یہ جوان یہاں ملٹری ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا ہے۔ اور نہایت ہی ہونہار جوان ہے۔ بہ عاجزی سے سب ناظرین اخبار اس جوان کے لئے خدا کا

شکر کرتے ہوئے دعا کریں کہ خدا اس کو استقامت بخشے اُس کا مسیحی نام پریم مسیح رکھا گیا ہے۔

اگین مسیح بنوں۔ این ڈبلیو۔ ایف۔ پی)

تصحیح

ہم رای بہادر مسٹر آر۔ پی۔ بی سی۔ چٹرجی صاحب کا خط ذیل میں درج اخبار کرتے ہیں جو انہوں نے بائبل کو نظم کرنے کے متعلق پر لکھا ہے۔

جناب کے خط کا مطلب اخبار میں نہ دینے سے واقعی ہم سے بھی کوتاہی ہو گئی جس سے غلط فہمی پیدا ہوئی ہمیں اس بات کا خود بھی افسوس ہے اور ہمیں اعتراف ہو کہ جو کچھ آپ نے ذیل کے خط میں تحریر فرمایا ہے اسی مفہوم کا خط آپ نے ہمارے پاس بھی بھیجا تھا جس کا منشا ہم اپنے نوٹ میں ظاہر کرنا ضروری نہ سمجھے تھے۔ لہٰذا خط ذیل کو شائع کر کے ہم رای بہادر مسٹر چٹرجی صاحب کے مافی الضمیر کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ ہمیں پختہ امید ہو کہ چودھری غلام حیدر صاحب بھی سچائی معترض ہونے کے جناب سے اتفاق کلی کرینگے۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں۔

تسلیم۔ آپ کی خدمت میں ایک نظم جس میں کتاب پیدائش کا پہلا باب منظوم تھا ارسال کی گئی تھی اور اُس کے ساتھ ایک خط انگریزی بھی تھا۔ یہ نظم چھوٹے بچوں اور ان پڑھ لوگوں کے لئے بنوائی گئی تھی اور ناظم کو بائبل کے الفاظ سے باہر جانے کی آزادی نہ تھی۔ آپ کی خدمت میں بھیجنے سے ایک مدعا تو یہ تھا کہ آپ بھجیں اس نظم میں بائبل کے واقعات سے کچھ فرق پیدا ہو گیا ہے یا پوری طرح ادا ہو گئے ہیں اور دوسرا یہ کہ اگر اس سے پیشتر کوئی ایسی کوشش ہو چکی ہو تو اس کو روک دیا جاوے۔ اگر آپ اس خط کو درج اخبار فرما دیتے تو آپ کا رسپانڈنٹ نقاد صاحب کو ایسی شائستہ اور متانت سے بھری ہوئی تحریر کی تکلیف اُٹھانی نہ پڑتی یہ نظم شاعرانہ قابلیت کے اظہار کے لئے نہیں لکھوائی گئی شاعری کے لئے سچے مضمون کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہزاروں جھوٹے مضامین کے لئے وہ وقف ہو اس خط کر بھیجنے سے یہ غرض ہو کہ اس نظم کے متعلق نقاد صاحب کو اور کچھ لکھنے کی تکلیف اٹھانی نہ پڑے فقط

آر۔ بی۔ بی سی چٹرجی گوجرانوالہ۔

رسالہ خزینہ جواہر

$\frac{3}{1}$

رسالہ خزینہ جواہر ایک انگریزی میگزین "دی ٹریژر چیسٹ" کا اُردو ترجمہ ہے جس کی ایڈیٹر مس روت ای رنبسن بنگلور ہیں۔ اُردو ایڈیشن کی ایڈیٹر مسز ایل۔ اے کور صاحبہ بدایوں یو۔ پی ہیں یہ ماہوار رسالہ ایم۔ ای مشن پریس لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے۔

یہ رسالہ لڑکے اور لڑکیوں کے حق میں بیحد مفید اور کارآمد ہو اور اس لائق ہو کہ ہر ایک گھر میں جہاں بچے تھوڑی بھی اُردو زبان سے واقف ہیں یا اُن کی والدہ جانتی ہو لیا جاوے۔ یہ نہایت ہی خوشخط اور سلیس عبارت میں تیار ہوتا ہو ہمارا یقین ہو کہ جو اسکو ایک مرتبہ بھی پڑھ لے وہ ضرور اسے خریدنا چاہیگا۔ اس میں ہر قسم کے بیان قصے کہانیاں پہیلیاں معے اور تازہ خبریں شائع ہوتی ہیں۔ کوئی بات اس رسالے کی پھیکا نہیں بلکہ اس کا ہر ایک صفحہ دلچسپ اور دلکش ہے۔ کہانیاں جو اس میں درج ہوتی ہیں بعض بعض کی تصویریں بھی چھاپی جاتی ہیں۔ جس سے اس کی زینت اور قدر دانی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کی قیمت ایک روپیہ سالانہ ہے۔ اس کے متعلق جلہ خط و کتابت

مسز کور بدایوں

سے کرنا چاہیئے ✦

کلیسیائی ہندوستان آزاد ہونی چاہیئے

ہم ذیل میں پروفیسر برکت اللہ کا مضمون ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ نہایت ضروری مضمون ہو جسے ایڈیٹوریل میں جگہ دی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

اس سے پہلے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ عرض کروں کہ الفاظ "کلیسیائی ہندوستان" سے میرا کلیسیا کے اس حصہ سے مطلب ہو جس کا تعلق انگلستان کی کلیسیا کے ساتھ ہو اور کہ ان الفاظ سے محض دیسی کلیسیا ہی متصور نہیں بلکہ پردیسی مسیحی بھی جنکا تعلق کلیسیائی انگلستان سے ہے کلیسیائی ہندوستان میں شامل نہیں ہیں۔

ہندوستان میں یہ کلیسیا کس طرح شروع ہوئی اسکی گذشتہ تاریخ نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ ہماری تمام قیود اور پابندیوں کی بنیاد ہو ۱۶۹۸ء کے ایکٹ کے مطابق ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہر چھاؤنی اور بڑے کارخانہ میں ایک پادری رکھنا پڑا اور ایک گرجا گھر تعمیر کرنا پڑا۔ ایک سو سال کے اندر ہی اتنے پادری ہو گئے کہ ۱۸۱۴ء میں کلکتہ کے بشپ صاحب کو مقرر کیا گیا کہ وہ کل ہندوستان اور آسٹریلیا کے بشپ ہوں۔ لیکن چونکہ ایک بشپ کے لئے اتنا علاقہ بہت بڑا تھا۔ لہٰذا ۱۸۳۳ء میں دو اور بشپ مقرر کئے گئے یعنی مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان جنکا علاقہ صوبہ بمبئی اور صوبہ مدراس کی حدود کے ساتھ ختم ہوتا تھا۔ باقی ہند کا تمام علاقہ جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے پاس ۱۸۳۳ء میں تھا کلکتہ کے بشپ صاحب کے سپرد کیا گیا ان تینوں بشپوں کو تقرری کے خطوط دیئے گئے اور یہی خطوط ہماری موجودہ مشکلات کا اصل سبب ہیں ان خطوط کے مطابق ان بشپوں کو یہ حکم دیا گیا کہ کلیسیائی انگلستان کے کلیسیائی قوانین کے مطابق کل کارروائی کریں اور انکو یہ حکم دیا گیا کہ نہ صرف



کمپنی کے پادریوں کی ہی بلکہ کل پادریوں اور جماعتوں کی نگرانی کریں جو انگلستان کی کلیسیا کے شریک ہوں۔

جب پادری صاحبان کا شمار بڑھ گیا اور حکومت برطانیہ بھی ہندوستان میں پھیل گئی اور خدا کے فضل سے دیسی بھی مسیحی ہونے لگے تو زیادہ بشپوں کی ضرورت محسوس ہوئی اور لاہور۔ رنگون لکھنؤ اور ناگپور کے بشپ مقرر کئے گئے۔ ان بشپوں کو سرکار کی طرف سے ایک سرکاری پادری یا چاپلین کی تنخواہ ملتی ہے اور کچھ حصہ تنخواہ کا وقف جائداد اور مشنری سوسائٹیاں دیتی ہیں لیکن کلکتہ بمبئی اور مدراس کے بشپوں کی تنخواہ سرکار ہی دیتی ہو۔

اب لاہور رنگون۔ لکھنؤ اور ناگپور کے بشپ تو مقرر کر دئیے لیکن ان میں سے بعض بشپوں کے علاقہ کی مشکل محسوس ہوئی۔ کیونکہ پارلیمنٹ نے ۱۸۳۳ء کے ایکٹ کے مطابق صوبہ بمبئی اور صوبہ مدراس کے سوا کل ہندوستان جو کمپنی کے ماتحت تھا کلکتہ کے بشپ کو دیدیا تھا۔ اب پنجاب۔ رنگون اور اودھ ۱۸۳۳ء کے بعد سلطنت برطانیہ کے ساتھ ملحق ہوئے۔ پس ان کے بشپوں کے علاقہ جات کا تو کوئی جھگڑا نہ پڑا۔ لیکن ناگپور چونکہ ۱۸۳۳ء سے پہلے ہی برطانیہ کے پاس تھا اور پارلیمنٹ نے اس علاقہ کو کلکتہ کے بشپ صاحب کے سپرد کر دیا تھا۔ پس ناگپور کے بشپ صاحب بغیر علاقہ کے رہ گئے۔ کیونکہ جب تک پارلیمنٹ ایک نیا قانون نہ پاس کرے تب تک وہ علاقہ کلکتہ کے بشپ کے سپرد ہی رہیگا۔ لیکن پارلیمنٹ کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ بشپوں کے علاقے تقسیم کرے اور اب تقریباً ایک سو سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور ابھی تک یہ علاقہ تقسیم نہیں ہوا اور انتظام یہ ہے کہ ناگپور کا بشپ کلکتہ کے بشپ صاحب کی طرف سے بطور ایک نائب مقرر ہوتا ہے۔

اس عرصہ میں دیگر بشپ بھی مقرر ہو گئے اور اب بشپوں کا شمار ۱۳ ہے اور باقی بشپ بھی کلکتہ یا مدراس یا بمبئی کے بشپوں کی طرف سے نائب ہو کر مقرر ہیں۔

کیونکہ پارلیمنٹ علاقہ کو عدیم الفرصتی کی وجہ سے تقسیم نہیں کر سکتی اور مسیحیوں کے شمار میں خدا کے فضل سے ہر روز ترقی ہوتی جاتی ہو۔ لیکن مشکل اب یہ ہو کہ اگر خدانخواستہ اگر کلکتہ یا بمبئی یا مدراس کے بشپ صاحب فوت ہو جائیں تو وہ تمام بشپ صاحبان جو اُن کی طرف سے نائب مقرر ہیں از روئے قانون بشپ ہی نہ رہینگے لیکن یہ از حد ضروری امر ہے کہ جو شخص بشپ کے عہدے پر ممتاز ہو وہ غیر مشروط طور پر بشپ ہو اور اس کو ایک اپنا علاقہ ملے جس کی نگرانی وہ دوسرے کا نائب ہو کر نہ کرے۔ لیکن یہ علاقے صرف پارلیمنٹ ہی تقسیم کر سکتی ہے اور اس کو اتنی فرصت ہی نہیں پس اگر کلیسیای ہند کا انگلستان کی پارلیمنٹ سے قانونی تعلق قطع کر دیا جائے تو یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں پنجاب کی ہی مثال لیجئے۔ موجودہ علاقہ اس قدر بڑا ہو کہ ایک بشپ اس کی نگرانی نہیں کر سکتا۔ اس علاقہ میں کل پنجاب سندھ۔ حیدرآباد۔ بلوچستان۔ صوبہ دہلی۔ سرحدی صوبہ اور کشمیر شامل ہو اور اُس کی زیر نگرانی تمام فوجی سپاہی اور افسر تمام یورپین اور دیسی مسیحی ہیں۔ اب ایک شخص اتنا کام نہیں کر سکتا۔ پس تجویز ہے کہ لاہور کے بشپ صاحب کا علاقہ کم از کم تین یا چار بشپوں میں تقسیم کیا جائے تا کہ دیسی مسیحیوں کی جو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں کما حقہ نگرانی ہو سکے۔ لیکن یہ تقسیم صرف پارلیمنٹ ہی کر سکتی ہو جس کے پاس فرصت بالکل نہیں۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ کلیسیای ہند کا تعلق پارلیمنٹ سے قطع کر دیا جائے تاکہ ہم آزاد ہو کر ان علاقہ جات کو تقسیم کر سکیں اور دیسی مسیحیوں کی بھی بہتر طور پر نگرانی ہو سکے۔

کلیسیای ہندوستان کی موجودہ حالت یہ ہے کہ از روئے قانون یہ کلیسیا انگلستانی کلیسیا کا محض ایک حصہ ہے۔ اور کلکتہ کا بشپ کنٹربری کے آرچ بشپ کے ماتحت ہو۔ لیکن اگرچہ یہ کلیسیای انگلستان کا ایک حصہ ہے اسکو کوئی اختیار نہیں کہ ہندوستان کا کوئی بشپ یا پادری بطور نمائندہ کانووکیشن میں بھیجے یا کوئی بشپ یا پادری یا غیر پادری انگلستان کی نیشنل اسمبلی میں روانہ کر سکے۔ جو ہم سے کہا جاتا ہے کہ تم ہمارا ایک حصہ تو ہو۔ لیکن ہماری کونسلوں میں تمہاری آواز نہ سنی جائے۔ تم ہمارے ماتحت تو ہو لیکن بے زبان ہو کر رہو۔ اگر ہمارا تعلق قانونی ٹوٹ جائے اور آزاد ہو جائیں تو ہم اپنی کونسلوں میں نہ ہی بے زبان ہو کر رہینگے اور نہ ہی ماتحت ہو کر اپنا کام چلائینگے

جیسا اوپر ذکر کیا گیا ہے بشپ صاحبان کو پارلیمنٹ نے ان کے تقرری کے خطوط سے مقید رکھا ہے کہ انگلستان کے کلیسیائی قوانین کے مطابق کارروائی کریں۔ لیکن مشکل یہ آپڑی ہو۔ کہ وکیلوں تک کو پتہ نہیں لگتا کہ کون سے کلیسیائی قوانین ہندوستان پر عائد ہیں اور کون سے عائد نہیں ہو سکتے۔

ان کلیسیائی قوانین کے مطابق جو ہم پر عائد ہیں دیسی گرجوں میں بھی دعای عمیم کی کتاب کا استعمال لازمی ہے اور دیسی گرجوں میں کوئی دعا جو اس کتاب میں نہ ہو ہم عبادت کے وقت نہیں پڑھ سکتے۔ مثلاً از روئے قانون ہم دیسی گرجوں میں عبادت کے وقت۔ مشن سکولوں کالجوں۔ ہسپتالوں بشارتی کام وغیرہ کے لئے ہرگز دعا نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہے کہ اس قانون نے ہماری دعاؤں پر بھی قید لگا دی ہے۔ اور ہماری روحوں کو بھی زنجیروں سے جکڑ رکھا ہو۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ ان قانونی قیود سے رہائی پائیں تاکہ ہم خدا کے حضور اپنی عبادت میں اپنی ضروریات کو پیش کر سکیں۔

ہمارے بشپوں کو وزیر ہند مقرر کرتا ہے اور یہ قابل نفرین امر ہے ہمارے بشپوں کے تقرر میں ہماری آواز کی شنوائی ہونی چاہئے۔ اور ہم کو دعا کے بعد ان کو مقرر کرنا چاہئے۔ ہم بہتر جان سکتے ہیں کہ فلاں شخص بشپ ہونے کے قابل ہو کہ نہیں۔ وزیر ہند کو ان امور سے کیا تعلق۔ وزیر ہند کلیسیای ہندوستان کا نمائندہ

نہیں ہوتا۔ بلکہ وزیر ہند کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مسیحی ہو وزیر ہند مسٹر مانٹیگو کی طرح یہودی ہو سکتا ہے یا مرحوم لارڈ مارلے کی طرح اگناسٹک ہو سکتا ہے۔ ہمارے بشپوں کا تقرر وزیر ہند کے ہاتھ میں نہیں بلکہ کلیسیا کے ہاتھ میں ہونا چاہئے جو ان کو دعا اور روزہ کے بعد مقرر کرے۔ لیکن یہ ہم نہیں کر سکتے جب تک کلیسیا کا تعلق سرکار برطانیہ کے ساتھ رہیگا پس ہم آزادی چاہتے ہیں تاکہ کلیسیا خود اپنے بشپ مقرر کر سکے۔

سرکار بشپوں کو اپنی انگریزی فوجوں اور یورپین لوگوں کو ہی مدنظر رکھکر مقرر کرتی ہے۔ پس ان حالات میں کسی دیسی کا بشپ مقرر ہونا ایک ناممکن الوقوع امر ہے دیسی کلیسیا کبھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہو سکتی جب تک دیسی بشپ مقرر نہ ہوں پس یہ از حد ضروری ہے کہ دیسی کلیسیا کی ہستی اور نشو ونما کی خاطر سرکاری تعلق منقطع ہو جائے۔

کلیسیائی انگلستان کے قوانین جو ہند پر عائد ہیں دیگر حالات اور ازمنہ کے لئے مرتب کئے گئے تھے اور جب وہ بنائے گئے تھے کسی کو ہندوستان کا نام اور پتہ بھی معلوم نہ تھا اور نہ کسی کے خواب وخیال میں تھا کہ کسی دن بھی قواعد ہندوستان پر عائد ہونگے اب ان قوانین کے زیر تحت رہنا اور ان کو ہند کی کلیسیا پر عائد کرنا ایسا ہی ہے جیسا کسی جوان مرد کو کہا جائے کہ تجھ پر لازم ہو کہ تو صرف وہی کپڑے پہنے جو پیدایش کے وقت تجھ کو پہنائے گئے تھے۔ یا کسی خاندان کو جس کے شرکا کی تعداد بہت بڑھ گئی ہو یہ حکم دینا کہ تم سب ایک ہی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں رہو جس میں تمہارے دادے پڑدادے زندگی بسر کرتے تھے۔ یا نئی پود کو کہنا کہ جو رسوم ورواج کسی دوسرے ملک کے بزرگ ہزاروں میل پرے تین سو سال پیشتر کرتے تھے اور جو دعائیں وہ مانگتے تھے وہی رسوم تم ادا کرو اور وہی دعائیں تم مانگو اور اگر تم کوئی اور دعائیں مانگو گے تو تم کو سزا دی جائیگی۔

کلیسیائی انگلستان (جس کے ساتھ ہمارا تعلق ہے اور جس کے ساتھ ہم دیسی مسیحی اپنا تعلق ابھی توڑنا نہیں چاہتے) کی اپنی ہستی اسی اصول پر مبنی ہے کہ مختلف ممالک میں آزاد اور خود مختار کلیسیائیں قائم ہوں جو اس کلیسیائی جامع کے حصے ہوں جس کا سر خود خداوند مسیح ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس اصول کا اطلاق ہندوستان کی کلیسیا پر کریں اور ہر طرح کی سرکاری قیود سے آزاد ہو کر خداوند مسیح کے بندوں سے جکڑے جائیں جس کی غلامی حقیقی آزادی ہے۔ ہم اس امر میں ابتدائی مسیحی صدیوں کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ قدیم مسیحی زمانہ میں یہ ایک مسلمہ اصول تھا کہ مختلف ممالک کی کلیسیائیں آزاد اور خود مختار تھیں لیکن کلیسیائی جامع کا حصہ ہو کر اس میں شریک تھیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہندوستان میں ہندوستانی کلیسیا ہو جو سرکاری اور قانونی بندوں سے آزاد ہو کر اپنے گھر کی آپ منتظم ہو جو موجودہ حالت میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم ڈایوسیسن کونسلیں (اُسقفی انجمنیں) قائم نہیں کر سکتے۔ قوانین نہیں بنا سکتے ان قوانین کو ہندوستانی کلیسیا پر عائد نہیں کر سکتے۔ یہ سب کچھ ہم تب ہی کر سکینگے۔ جب ہم قانونی طور پر آزاد کئے جائینگے۔

جو ان ونوں از روئے قانون ہماری موجودہ حالت ہے۔ وہی تمام انگریزی آبادیوں (کالونی) سکاٹ لینڈ آئرلینڈ۔ امریکہ۔ جاپان اور چین وغیرہ کی حالت ہوتی تھی وہ بھی انہی قیود اور قانونی پابندیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ لیکن ان کے بند توڑ دئے گئے ہیں اور ان کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہم بھی ان ممالک کی طرح آزاد کر دئے جائیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اگر ہندوستان کی کلیسیا آزاد کر دی جائیگی تو عقائد ایمان اور اصول دین میں فرق ہو جائیگا۔ لیکن یہ خیال باطل ہے چونکہ مذکورہ بالا ممالک کی کلیسیاؤں نے کوئی نیا ایمان ایجاد نہیں کیا اور نہ ہی نئے اصول کا اختراع ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان ہی کلیسیائی جامع کے عقائد کو ترک کر کے نئے اصول وضع کرے۔

پس ہمارے مطالبے یہ ہیں:۔

(۱) ہم چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ ان تمام قیود اور پابندیوں کو جنکی وہ بانی ہے توڑ دے اور وہ ہم کو آزاد کر دے۔ وہ ایک ایکٹ پاس کرے جس کے دو حصے ہوں۔ اول۔ وہ اپنے تمام ایکٹوں کو جنکا تعلق کلیسیائی ہندوستان سے ہے منسوخ کرے اور بشپوں کے خطوط تقرری کی شروط کو جو ہماری موجودہ مشکلات کی بنیاد ہیں منسوخ کرے دوم اپنے ایکٹ میں ہندوستان کی کلیسیا کی آزادی کو مانے

میثاق ملیہ ہند

اہل وطن خصوصاً ہندو مسلم اتحاد نے جو باہمی عہد وپیمان کئے ہیں وہ ناظرین نور افشاں کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ناظرین میثاق ملیہ ہند کے ہر ایک دفعہ پر غور کر کے سوراجیہ کے معنوں کو خوب سمجھ لیں۔

ایڈیٹر

درانحالیکہ ہندوستان سلطنت برطانیہ کے ماتحت ہونے کی حیثیت سے تمام ان حقوق ومراعات سے محروم ہے جو آزاد ممالک کو حاصل ہیں۔ بلکہ ہندوستانیوں کو سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں میں بھی مساوی حقوق شہریت نہیں دیئے جاتے اور چونکہ موجودہ بدیسی حکومت نے اپنے تمام ذرائع کو ہندوستانیوں کی عزت کو قائم رکھنے یا اُن کے تمدنی طور پر اس سے اس امر کی توقع کی جا سکتی ہے۔

اور چونکہ ہندوستان کے باشندوں کی کامل بلا مزاحمت مادی واخلاقی ترقی اور دنیا کے ہر حصے میں



ان کے فطری اور سیاسی حقوق کو منوانے کے لئے یہ لازمی ہے کہ سب سے پہلے ہندوستانی خود ہندوستان میں ان حقوق اور مراعات کو حاصل کریں جو دنیا میں ہر آزاد قوم کو اپنے وطن میں حاصل ہیں۔

اور چونکہ یہ ضروری ہے کہ تمام باشندگان ہندوستان بلا امتیاز رنگ۔ قوم و مذہب متفق ہو کر اپنے تمام ذرائع مادی اخلاقی اور دماغی حصول سوراج کے لئے استعمال کریں اور چونکہ اس راہ میں واحد رکاوٹ مختلف اقوام میں اتحاد عمل کی غیر موجودگی ہے۔ جو غلط فہمیوں اور ایک دوسرے کے ارادوں اور مقاصد کے متعلق شبہات کا نتیجہ ہو۔

اور چونکہ تمام اقوام کی طرف سے اس امر کا ایک مشترکہ اعلان کہ ان کی منزل مقصود کیا ہے اور وہ باشندگان ہندوستان کے لئے کیا حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں جن کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت سوراج پر عائد ہوگی۔ اس اعتماد اور رواداری کے پیدا کرنے کے لئے مفید ہوگا جو متحدہ کوشش کے لئے ازبس ضروری ہے۔

لہٰذا یہ طے پایا ہے کہ تمام وہ اقوام و مجالس جن کے نمائندوں کے اس دستاویز پر دستخط ثبت ہیں ایک معاہدہ کریں جس کا نام **میثاق ملیہ ہند** ہوگا اور جو حسب ذیل پر مشتمل ہو۔

۱۔ ان تمام اقوام کا جن کے نمائندوں کے اس میثاق پر دستخط ثبت ہیں۔ مستقل مقصد ہوگا جو کبھی تبدیل نہیں کیا جاسکیگا کہ ہندوستان کو وہی حیثیت حقوق و مراعات حاصل ہوں جو ہر آزاد اور خود مختار قوم کو اپنے ملک میں حاصل ہیں اور جس کے ماتحت ایسے حاصل کردہ حیثیت حقوق اور مراعات کی حفاظت ہوسکے۔

۲۔ سوراج کے ماتحت حکومت جمہوری بطرز ریاستہائے متحدہ ہوگی۔ مگر اس حکومت کی اصلی نوعیت بعد ازیں وہ قومی مجلس شوریٰ معین اور طے کریگی جس میں تمام اقوام اور سیاسی طبقوں کے نمائندے شامل ہونگے۔

۳۔ ہندوستان کی قومی زبان ہندوستانی ہوگی اور اردو اور دیوناگری ہر دو طرز خط کا استعمال جائز ہوگا۔

۴۔ تمام ملتوں کو جن سے قوم ہند مرکب ہو کامل مذہبی آزادی۔ یعنی آزادی عقائد۔ عبادت۔ تبلیغ۔ اجماع اور تعلیم حاصل ہوگی اور یہ آزادی ایک ایسا آئینی حق ہوگا جس کی ترمیم تنسیخ معطل یا اس میں کسی نوع کی مداخلت کسی حکومت کے لئے جائز نہ ہوگی۔

مگر مذکورہ بالا حقوق کا استعمال ایسے انتظامی قوانین و قواعد کے ماتحت ہوگا جو امن و امان قائم رکھنے اور ایک دوسرے گروہ کے خلاف جبر و تشدد استعمال کرنے سے روکنے کیلئے ضروری معلوم ہوں۔

۵۔ تاکہ کسی ایک مذہب کو دوسرے پر نامناسب ترجیح نہ دی جاسکے۔ سرکاری محاصل یا ایسے محاصل جنکو بلدیہ یا ضلع کی منتظمہ جماعت (ضلع بورڈ) بطور مالیہ یا محاصل سرکاری یا چنگی وصول کرے مذہبی اغراض و مقاصد کی تبلیغ و اشاعت یا مذہبی مدارس و انجمن وغیرہ پر صرف نہ کئے جائینگے۔

۶۔ حصول سوراج کے بعد ہر ہندوستانی کا عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا سکھ یا پارسی یا اور کسی مذہب کا پیرو یہ مقدس فرض ہوگا کہ وہ ہر بیرونی یا اندرونی حملہ کی صورت میں سوراج کی حفاظت کرے۔

۷۔ چونکہ مختلف اقوام ہند کے موجودہ جذبات و خیالات اور ان کی ناقص سیاسی حیاۃ اور احساس ذمہ داری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے قلیل التعداد اقوام کے مفاد کی کافی حفاظت کی جائے۔ اس لئے یہ طے پایا ہے کہ تمام ریاستوں کی مشترکہ اور جداگانہ مجلس وضع قوانین میں ہر قوم کو جداگانہ نمائندگی حاصل ہوگی ایسی جداگانہ نیابت ملک کے تمام حصوں میں ہر قوم کی مقامی مردم شماری کے تناسب ہوگی۔

لیکن ہر قوم کے نمائندوں کا انتخاب تمام اقوام کے رائے دہندگان کی مشترکہ رائے سے ہوگا۔

سرکاری ملازمتوں اور مدارس میں قوم رنگ یا ذات کی تفریق نہیں ہوگی۔

(نوٹ نمبر۱) ڈاکٹر انصاری کی رائے ہے کہ بلدیہ اور ضلع کی منتظمہ جماعت (ضلع بورڈ) میں بھی نمائندگی اسی اصول کے مطابق ہو۔ لالہ لاجپت رائے کو اس سے اختلاف ہے۔ اس کی جگہ لالہ جی تجویز کرتے ہیں کہ جداگانہ نیابت کے اصول کو تمام مجالس کے لئے ایک محدود وقت کے لئے تسلیم کر لیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس وقت محدود کے گذر جانے کے بعد اصول جداگانہ نیابت کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

(نوٹ نمبر۲) لالہ لاجپت رائے کی رائے ہے کہ سکھوں اور ایسی قوموں کی نیابت کے لئے جنکی تعداد بہت ہی کم ہے مثلاً عیسائی اور پارسی وغیرہ خاص انتظام ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر انصاری تجویز کرتے ہیں کہ عیسائی اور سکھوں جیسی معتدبہ قلیل التعداد جماعتوں کو صرف ریاستوں کی مشترکہ مجلس وضع قوانین ہی میں خاص نیابتی حقوق دیئے جاسکتے ہیں۔ لیکن پارسیوں جیسی بہت قلیل التعداد جماعت کو ریاستوں کی مشترکہ اور جداگانہ دونوں مجالس وضع قوانین میں خاص نیابتی حقوق حاصل ہونگے۔

۸۔ اتحاد قومی کو حاصل کرنے اور اپنے ہندو ہم ملکیوں کے جذبات مذہبی کے خیالات سے مسلمانان ہند بطور ایثار نفسی خود کو مستقل طور پر پابند کرتے ہیں۔ کہ سوائے عید الضحیٰ کے وہ اور کسی موقع پر گائے ذبح نہ کرینگے اور یہ کہ عید الضحیٰ کے موقع پر ذبیحہ گائے



اس طرح کرینگے کہ ہندو مذہبی جذبات کو صدمہ نہ پہنچے۔

۹۔ علانیہ عبادت کے لئے ضروری سکون پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی غرض سے یہ طے پاتا ہے کہ ایسے اوقات پر جن کو مقامی مشترکہ پنچایت طے کرے کسی قسم کے باجے یا گانے کی عام عبادتگاہوں کے سامنے اجازت نہ ہوگی۔

۱۰۔ اگر مختلف قوموں کے مذہبی جلوس ایک ہی تاریخ میں واقع ہوں تو یہ جلوس ایسے مختلف اوقات پر یا ایسے مختلف راستوں سے نکلیں گے جو مقامی مشترکہ پنچایت طے کرے۔

۱۱۔ آپس کے جھگڑوں کو روکنے اور تمام ان مسائل کو طے کرنے کی غرض سے جو باہمی اختلافات اور فسادات کا باعث ہوتے ہیں۔ مثلاً دسہرا محرم رتھ جاترا۔ سکھ دیوان وغیرہ وغیرہ یہ طے پاتا ہے کہ ہر صوبہ اور ضلع میں ایک مشترکہ پنچایت قائم کی جائیگی۔

۱۲۔ تمام اقوام عالم کے لئے کمال مخلصانہ و دوستانہ خیالات رکھتے ہوئے یہ بھی قرار پاتا ہے کہ باشندگان ہندوستان مشرقی اقوام کی صنعت اور حرفت و تجارت میں باہمی معاونت اور یورپ کے اقتصادی پنجہ سے چھڑانے اور مشرقی تمدن اور تہذیب کو از سر نو زندہ کرنے اور فروغ دینے اور بالعموم مشرقی اقوام میں خوشگوار اور دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی غرض سے اتحاد مشرقی قائم کرنے میں حصہ لیں۔

(نوٹ) ڈاکٹر انصاری کی رائے ہے کہ اس میثاق ملی میں ایک مزید دفعہ مثل معاہدۂ لکھنؤ کی ضمن (۲) دفعہ (۲) ابھی شامل کر لی جائے۔ جس کی عبارت حسب ذیل ہو:۔

مدعا یہ کہ اگر ریاستوں کی مشترکہ یا جداگانہ مجلس وضع قوانین میں کوئی ایسا مسودہ قانون یا مسودہ قانون کی دفعہ یا تجویز پیش ہو جس کا اثر کسی قوم پر پڑے اور مجلس متعلقہ میں اس قوم کے نمائندوں کی تین چوتھائی تعداد ایسے مسودہ دفعہ یا تجویز کی مخالفت کرے تو مجلس ایسے مسودے دفعہ یا تجویز پر مزید غور نہ کریگی۔ اس امر کا فیصلہ کہ آیا ایسے مسودہ دفعہ یا تجویز کا اثر کسی قوم پر پڑتا ہے۔ متعلقہ مجلس میں اس قوم کے ممبروں کے ہاتھ میں ہوگا۔

مگر چونکہ اس مسئلہ پر لالہ لاجپت رائے کی رائے لینے کا وقت نہیں ہے۔ لہذا یہ تجویز صرف ڈاکٹر انصاری کی تحریک کے ساتھ پیش ہوتی ہے۔

لاجپت رائے

احمد مختار انصاری

حفظانِ صحت

۱۔ دہن بیماری یا صحت کے لئے ایک دروازہ ہے

۲۔ سخت غذا اگر اچھی طرح چبائی جائے تو تحفظ دندان میں مدد ملتی ہے۔

۳۔ نرم اور ملائم غذا دانتوں میں چپک جاتی ہے مگر سخت غذا دانتوں کو صاف کرتی ہو۔

۴۔ کھانا بہت آہستہ آہستہ کھانا چاہئے۔

۵۔ غذا کو خوب چبا چبا کر کھانا ممد ہضم ہے

۶۔ پانی کھانا کھانے کے بعد ذرا ٹھہر کر پینا اولیٰ ہو۔

۷۔ صاف دہن باعث خوشگوار تنفس ہے۔

۸۔ دانتوں میں لگی ہوئی غذا عفونت اور ریم پیدا کرتی ہے۔

۹۔ کھانا کھانے کے بعد منہ کو صاف کرنا چاہئے۔

۱۰۔ عفونت ہمیشہ دانت کے باہر سے شروع ہوتی ہو

۱۱۔ گندے دانت خاصکر رات کے وقت سڑتے ہیں

۱۲۔ سونے سے پہلے دانتوں کو صاف کرو اور پھر کسی قسم کی غذا مت کھاؤ۔ صبح اٹھ کر دانتوں کو پھر صاف کرو

۱۳۔ ایک چھوٹا دانتوں کا برش جس کے روئیں سخت ہوں استعمال کرو اور اس کے ساتھ قدرے صابن۔ چاک (ملتانی مٹی) پیسٹ وغیرہ لگاؤ۔

۱۴۔ تمام دانت خاصکر دہن کے پچھلے حصے کے دانت برش سے خوب صاف کرو۔ دانتوں کو سامنے کی طرف سے اور پچھلی طرف سے بھی صاف کرنا چاہئے۔

۱۵۔ دانتوں کو صاف رکھنا لازم صحت ہو۔

۱۶۔ صاف دانت سڑ نہیں سکتے۔

اگر کسی بچے کا باپ یا استاد مجھ سے یہ سوال کرے کہ بچوں کی دانت کی حفاظت کب سے شروع کرنا چاہئے تو میں جواب دونگا کہ بچے کی پیدائش سے برسوں پہلے اگر بچے کی ماں اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ میرا بچہ طبعی طور سے نفیس تندرست اور صحیح و سالم دانتوں کا مسالہ پیدائش سے قبل ہی اپنے اندر مضمر رکھتا ہے اور دانتوں کا اچھا نکلنا صرف ماں کے خون کی صحت اور درستی پر منحصر ہے۔ تو وہ ضرور اس بات کی کوشش کریگی کہ دورانِ حمل میں اپنی صحت اعلیٰ درجہ پر قائم رکھے۔ صاف ہوا۔ مناسب غذا اور دیگر ممد صحت عادات۔ مثلاً روزانہ ورزش وغیرہ کی مدد سے ماں اپنی صحت کو تندرستی کے مناسب معیار پر قائم رکھ سکتی ہے۔ تاکہ ان سب باتوں کا مفید اثر اندرونِ شکم جنین پر پڑے اور اس کی پرورش اور بالیدگی درست اور صحیح ہو۔ دراصل بچہ ماں کے بدن کا ایک جز ہے اور ماں کی صحت پر بچہ کی صحت اور بالیدگی کا انحصار ہے۔ جرمن فاضل جیکسن کا قول ہے کہ جس قدر امراض دندان زیادہ ہونگے اسی قدر بچہ کی بالیدگی ناقص ہوگی اور دانت جسقدر زیادہ خراب حالت میں اسی قدر معدہ کی حالت خراب ہوگی۔

"تندرستی صحتِ دندان سے وابستہ ہے"

چودھری غلام حمید



خبریں

ڈیونٹی سٹوڈنٹ لاہور کا کیمپ اور اس پر مصیبت

سو رخہ ۲۰ ماہ رواں کو مسٹر کشن چند، مسٹر رحمت اللہ خاں اور مسٹر ای جواہر مسیح بمع قاضی خیر اللہ خاں پروفیسر پشاور تق مہم پر روانہ ہو کر کیمبل پور پہنچے۔ ابھی رات کی تھکاوٹ سے آرام نہ ملا تھا کہ ایک چور کمرہ میں داخل ہوا اور مسٹر رحمت اللہ خاں کا سوٹ کیس اور چند دیگر اشیاء جس کا حساب تقریباً دوسو روپے ہوگا اٹھا لیا اور مسٹر ای جواہر مسیح کا گرم کوٹ جس میں ۲ نوٹ تین تین "واٹرپن" اور ایک بٹوا جس میں قریباً ۲۳ روپے تھے۔ ایک گرم ویسٹ کوٹ اور اوور کوٹ لیکر فرار ہوا۔ تلاش کی مگر کچھ نہ ملا۔ تمام مسیحیوں سے درخواست ہے کہ وہ کیمپ کے کام کے لئے دعا کریں۔

مسٹر عنایت اللہ صاحب ملازم دفتر سکریٹری سی۔ ایم۔ ایس لاہور کے دوست یہ جگر خراش خبر سنکر افسوسناک ہونگے کہ آپ کی اہلیہ مسمات خانتی صاحبہ ایک لمبی بیماری کے بعد بروز منگلوار بوقت ۴ بجے شام بتاریخ ۲۹ جنوری اس دکھ بھری دنیا کو آخری سلام کہکر خداوند کی ابدی آرام دہ گود میں سوگئیں۔ مرحومہ کی عمر ابھی بمشکل ۲۱ سال تھی۔ خدا پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ (خان)

امرتسر ۲۹ جنوری۔ شیخ صادق حسن نے اسمبلی کے آئیندہ اجلاس میں حسب ذیل رزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

۱۔ مولانا حسرت موہانی کی سزا کا باقی ماندہ حصہ معاف کرکے انہیں فوراً رہا کیا جائے۔

۲۔ کرنانگ کے مارشل لا کے ملزمان اور موپلہ قیدیوں کے مقدمات پر نظرثانی کی جائے۔

۳۔ ہر ایک صوبہ کے پایہ تخت میں ایک یتیم خانہ قائم کیا جائے۔

شیخ صاحب یہ بھی سوال کرینگے کہ عراق عرب سے ہندوستانی فوج کیوں نہ واپس بلائی جائے۔ نیز یہ کہ ریلوے بورڈ میں ہندوستانی ممبر مقرر کئے جائیں۔

پنجاب گورنمنٹ نے ۲۹ جنوری کو حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

آجکل اردھ کمبھی میلہ الہ آباد میں ہو رہا ہے۔ یہاں گنگا جمنا کے ساحل پر کثیر التعداد یاتری سنان کے لئے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے اس وقت دونوں دریاؤں کے سنگم پر پانی کے زور کی وجہ سے حالت بڑی خطرناک ہے ۲۰۰×۱۶۲ مربع فٹ کے برابر رقبہ میں پانی کے گرد ایک حلقہ سا بنا کر نہانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن اس حلقہ کے باہر پانی بڑا گہرا ہے اور بہاؤ بڑا تیز ہو مگر سنگم پر بلا پابندی لوگوں کے نہانے سے بڑی جانوں کے جانے کا اندیشہ ہے۔ لہذا وہاں جانے والے یاتریوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ سنگم پر اشنان کے لئے مخصوص کردہ جگہ بہت چھوٹی ہے۔ اس لئے بلا پابندی اشنان سنگم کے ایک میل کے فاصلے پر اوپر کی طرف کیا جا سکتا ہے۔

بمبئی ۲۹ جنوری۔ کارخانہ داروں کی ایسوسی ایشن کے فیصلے کے مطابق اُن تمام کارخانوں کے مالکوں کے جنکے مزدور ہڑتال پر ہیں اُن پر دباؤ ڈالنے کے نوٹس چسپاں کردیئے ہیں کہ ۲ فروری تک ہڑتالی کارخانے کے اندر داخل نہیں ہوسکتے۔ نیز اگر وہ غیر مشروط طور پر ۴ فروری کو واپس کام پر نہ آگئے تو ۱۰ فروری تک تاریخ امتناع داخلہ بڑھا دی جائیگی۔ اس نوٹس سے صاف ظاہر ہے کہ ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ کسی حالت میں بھی مزدوروں کو نہیں دی جائیگی۔ اور نہ ہی مالکان انہیں بونس دینے کو تیار ہیں۔ آج صبح تیرہ اور کارخانے بند ہوگئے ہیں۔ اب بند کارخانوں کی تعداد ۳۶ تک پہنچ گئی ہے۔ ان میں تقریباً ۹۰ ہزار مزدور بیکار ہیں۔ اور ہڑتال کئے ہوئے ہیں ہڑتالیوں کا طرز عمل عام طور پر پرامن ہے۔ لیکن بعض جوشیلی طبیعتوں نے سنگ باری کی۔ ان کارخانوں کے مزدوروں کو پتھر مارے اور خوفزدہ کیا جو ابھی تک چل رہے ہیں پولیس کے نہایت مکمل انتظامات کے باوجود کئی معاملات پر فساد ہوگئے۔ نیز کارخانوں کے نزدیک کی بہت سی دکانیں بند ہوگئی ہیں۔

کالیکٹ ۲۹ جنوری۔ ۳۲ فٹ لمبی اور ۱۶ فٹ موٹی مردہ وہیل مچھلی کی نعش ٹیلی چری کے نزدیک ریتیلے ساحل پر بہہ کر آئی ہے۔

آج بھی چار چار اکالیوں کے ۶ جتھے جاہ قنع والا پر لکڑیاں اور شلغم لینے کے لئے گئے۔ ہر ایک جتھے کو گوردوارہ سے گاؤں کے باہر تک شبد کیرتن کرتے ہوئے اکالیوں نے وداع کیا۔ جاہ مذکور پر سب کو پولیس نے گرفتار کرکے تھانہ بھائی پھیرو کی حوالات میں بند کر دیا۔ ہر روز اکالی دیوان دو وقت ہوتے ہیں آجتک ۴۴۶ گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔

لنڈن ۲۸ جنوری۔ منیروتی کا تار مظہر ہے کہ ہندوستانیوں کی کانگرس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کونسل میں عدم تعاونیوں کی نشستیں خالی رہیں اور انتخاب کا بائیکاٹ کیا جائے اور ٹیکس ادا نہ کئے جائیں۔

روم ۲۹ جنوری۔ سنیور مسولینی وزیر اعظم اٹلی نے فیسٹ اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوشلسٹوں کے تمام اصول اور تجربے ناکام رہے اور کہا کہ برطانیہ میں لیبر گورنمنٹ قائم ہونے سے دنیا میں بلکہ سلطنت برطانیہ میں بھی کوئی ہلچل پیدا نہیں ہوجائیگی۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ انتہا پسند نہیں ہیں۔

وارسا ۲۹ جنوری۔ ماسکو کی خبر ہے کہ مسٹر لینن کی وفات سے روس کی فوج میں زیادہ بے چینی

پھیل گئی ہے۔ باریرں میں سیاسی ہلچل اور ضبط کی کمی کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ حکام مشتبہ رجمنٹوں کو سائبیریا کی طرف بھیج رہے ہیں۔ اور ماسکو میں مغربی صوبوں سے فوج بلائی گئی ہے۔

مدراس ۲۹ جنوری۔ تنجور میں ٹیکس نہ دینے کی تحریک کے متعلق مسٹر سی وارنفادیم پلیٹی ممبر لیجسلیٹو کونسل اخبارات کو مطلع کرتے ہیں کہ قرقی جائداد کے نوٹس بہت آدمیوں کو مل چکے ہیں مجھے بھی ۴۰ ایکڑ اراضی کی قرقی کا نوٹس ملچکا ہے۔

قاہرہ ۲۸ جنوری۔ زغلول پاشا نے آج شاہ مصر سے ملاقات کی اور قصر شاہی سے جب وہ واپس گئے تو خلقت کے ہجوم نے زور شور سے چیرز دئے۔ جب زغلول پاشا نے اپنا پروگرام پارلیمنٹ میں پڑھ سُنایا جو شاہ نے منظور کر لیا ہو تو ممبران وفد نے پُرتپاک چیرز دیئے۔ زغلول پاشا نے کہا کہ میں وفد کا بدستور پریذیڈنٹ رہونگا۔ اور کہا کہ میری وزارت کی پالیسی یہ ہے کہ مصر اور سوڈان مکمل طور پر آزاد ہوں۔ مسٹر زغلول بھی عورتوں کی گیلری میں موجود تھیں۔

قاہرہ۔ مجلس وزراء میں سابق وزیر اعظم محمد پاشا سعید بحیثیت وزیر تعلیم شامل ہے اور سابق وزیر اعظم توفیق پاشا نسیم وزیر مال اور حسن پاشا وزیر جنگ واصف بے غالی وزیر معاملات خارجیہ اور زغلول پاشا وزیر اعظم۔ نیز وزیر معاملات داخلیہ۔

لنڈن ۲۸ جنوری۔ مسٹر آسٹن چیمبرلین نے برمنگھم میں تقریر کرتے ہوئے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا کہ مسٹر میکڈانلڈ نے اخبار ہند کو جو چٹھی لکھی ہے اس میں ہندوستانیوں کو تلقین کیگئی ہے کہ وہ آئین پسند نہیں اور بد امنی پھیلانے سے باز رہیں۔

آکسفورڈ ۲۹ جنوری۔ کل مسٹر ریمزے میکڈانلڈ سے دفتر خارجہ میں ۴۳ ملکوں کے وزراء اور مہتمم معاملات ملے۔ وزیر اعظم نے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور چند منٹ نئے وزیر خارجہ کے ساتھ بھی گفتگو کی +

ٹائمز کا نامہ نگار برلن قمطراز ہے کہ شہر دانسا کی پولیس نے ایک شخص مسمی ریبٹے کو گرفتار کر لیا ہے جس پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ جعلی بین الاقوامی سکے بنانے والا ہے۔ ریبٹے کے رفقاء کار زوبت سے برلن اور امسٹرڈم میں گرفتار کرلئے گئے تھے۔ لیکن وہ خود گرفتار نہیں ہوتا تھا۔ ریبٹے کو دانسا کے نزدیک ایک امیری مکان میں سے پکڑا گیا۔ یہاں اس نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ وہ ایک امیر کبیر کاروباری آدمی ہے۔ تلاشی لیگئی۔ تلاشی لینے پر اُس کے مکان میں بہت سا ایسا سامان پایا گیا ہے جس سے ڈچ بنک اور بنک آف انگلینڈ کے نوٹ تیار کرتا تھا۔

سوموار کو ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن لاہور کا ایک اجلاس ہوا جس میں جملہ وکلا نے لاہور میونسپلٹی کے عائد کردہ پیشہ ور ٹیکس کے خلاف پروٹسٹ کیا اور پروٹسٹ رزو لیوشن کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی۔

پنجاب کونسل کی مالی کمیٹی نے کثرت سے پنجاب میں تین نئے کالج کھولنے کی منظوری دی ہے۔ یہ کالج مندرجہ ذیل شہروں میں کھولے جائینگے (۱) گجرات (۲) کیمبلپور (۳) لائلپور۔ ان کالجوں میں ایف اے کلاس تک تعلیم دی جائیگی۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

۱۸۷۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری کا ¾ ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

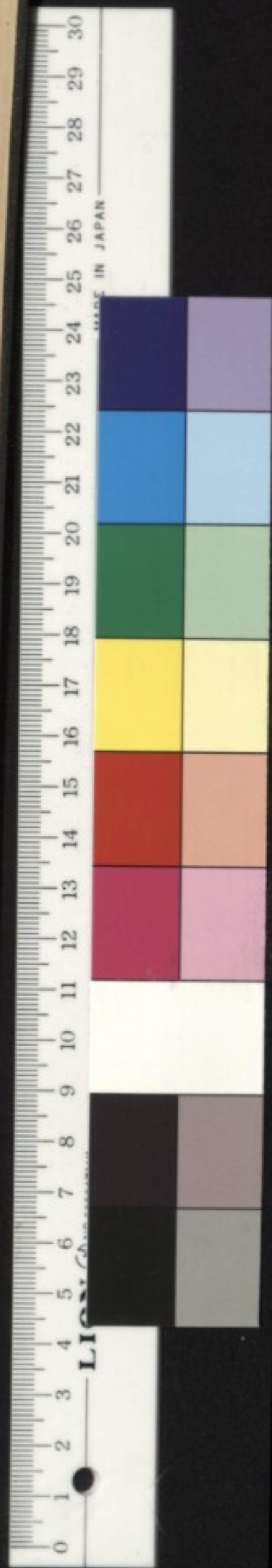
اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کتاب ۱۱ سے ماتا ۱۵ تک کرد کو نرل ۱۲ سے ۱۵ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں ❊

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور





بقیہ مضمون صفحہ ۲

مہربانی سے بتائیں کہ ویدوں۔ پورانوں۔ اپنشدوں ستیارتھ پرکاش اور یسوع مسیح کی خفیہ زندگی کے سامنے ہم کیا پیش کریں۔ خدا کے لئے لکیر کی فقیری چھوڑ دیں۔ آج ہندو دھرم کے سمندر میں ایک زور و شور کا تلاطم برپا ہو رہا ہے۔ اس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔ ہمارے لئے محمدی اور ہندو برابر ہیں۔ مگر جو شخص مذہبی طور پر ایک کی زیادہ پرواہ کرے اور دوسرے کو بھلا دے وہ ہمارے نزدیک متعصبانہ روش رکھتا ہے!! الفاظ دگر کیا کم از کم چالیس پچاس برس کا عرصہ درکار نہیں؟ کہ اگر تمام مسیحی مصنفین و صحیفہ نگار مل کر فقط ہندو مذہب کا ہی مطالعہ کر کے اُس کو مسیحی نقطۂ خیال سے پیش کریں تو کہیں جا کر اسلام پر لکھی گئی کُتب کا پاسنگ ہو سکینگے۔ ہندو مذہب سے اس قدر بے اعتنائی اور اس پر یہ دعویٰ کہ ہندو ہمارے لئے ویسے ہی جیسے مسلمان۔ بخدا ذرا تنہائی میں اس حقیقت پر غور کریں۔

سُنا ہے کہ ہندوستان میں ایک مسلم لٹریچر سوسائٹی قائم ہوئی ہو جو بصرف زر کثیر اسلام پر لاتعداد کتب و رسائل کی تصنیف و ترجمہ کے لئے بہتر سے بہتر انتظام کر رہی ہے کیا کوئی ہندو لٹریچر سوسائٹی بھی ہو یا ہوگی جو اس افسوسناک کمی کا ازالہ کرے؟ ہندو اور آریہ آجکل ایک ہو گئے اور سرزمین ہند میں ایک بھی غیر ہندو رہنے نہ دینے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ تو اس صورت میں کیا ضروری نہیں کہ اس آنے والے حملہ کا مقابلہ کیا جائے تاکہ نہ صرف ہماری جماعت ہی کو زک نہ پہنچے۔ بلکہ ہندوؤں میں بھی دین کی تبلیغ و اشاعت ہمیشہ کے لئے مسدود نہ ہو جائے

ہمارے سینہ میں ایک درد بھرا دل ہے اور ایک مدت دراز سے اس امر پکائی سے زیادہ غور و خوض کرنے کے بعد اہل ملت سے نہایت منت و الحاح کیسا تھ دردِ دل کا اظہار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ مگر قلم گویا را ہی بیان کہاں۔ اپنے دل کی حالت کرا ہم جانتے ہیں یا خدا پر اُس کی حقیقت خوب روشن ہے۔ ع۔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

امید ہے کہ دیگر ارباب حل و عقد اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کر کے ایک بہترین خدمت انجام دینگے۔

فدائی مسیحیت خان

مسیحی

اس نام سے تو ناظرین نور افشاں نا آشنا نہیں۔ اور نہ اس کے بار بار بند ہونے اور جاری ہونے کی کہانی کسی سے چھپی ہے۔ البتہ تعجب ہو تو اس میں کہ ایسے تھوڑے التوا کے بعد یہ پھر نمودار ہوگا۔ انتظامیہ کمیٹی کو افسوس ہو کہ مسیحی اشاعت میں چھ ماہ کا وقفہ ہو گیا۔ اس میں کمیٹی کی کچھ تو اپنی کوتاہی ہے اور کچھ مسیحی پبلک کی لاپروائی اور بے توجہی۔ کچھ تو چھاپے خانے کی طرف سے التوا ہُوا اور کچھ کمیٹیوں کی کثرت اور موسم گرما کی حرارت نے بجائے گرم کرنے کے خنکی پیدا کر کے یخ بستگی تک نوبت پہنچا دی۔ انگریزی مثل ہو جس کا ترجمہ کسی قدر یوں کر سکتے ہیں کہ انتہائیں مل جاتی ہیں۔ گرمی درجہ انتہا تک پہنچ کر سردی کا نتیجہ پیدا کر دیتی ہو اور سردی درجہ انتہا میں جا کر گرمی کا نتیجہ کچھ اسی قسم کا اثر مسیحی کی ذات پر پڑا۔ گرمیوں نے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ اور جنوری کی انتہائی سردی نے اس کو حرارت پہنچا کر زندہ کر دیا۔ بشرطیکہ کوئی دوسری مصیبت نہ آ پڑے اور سر ٹھنڈا اتنے اولوں پڑنے کا معاملہ نہ ہو جائے الغرض کمیٹی کا یہ فیصلہ ہو کہ ماہ فروری میں مسیحی کا ڈبل نمبر نکلے۔ اس لئے مسیحی کے خریداران اور مربیان صاحبان مایوس نہ ہوں۔ بلکہ ڈبل کوشش اور قدردانی سے کام لیں۔

جے علی بخش

دُرِ حکمت

دل اگر دانا بود در ہر سخن اسرار ہست
چشم گر بینا بود یوسف بہر بازار ہست

حُسنِ قُدرت سے لطف اُٹھانا آنکھوں کا ہی کام ہو بشرطیکہ آنکھ ہو۔ کیونکہ ایسی آنکھیں بھی ہیں جو دیکھتی ہوئی نہیں دیکھتیں۔ اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اگر نُور نہ ہو تو حُسنِ قدرت کچھ بھی نہیں۔ سب سے زیادہ خوشی دینے والی شے روشنی ہو۔ جو تمام مادی اشیاء میں بہترین ہو۔ روشنی کیا ہو؟ قدرت کی چکدار پوشاک جس کے آراستہ کرنے والے حُسن کے بغیر سب کچھ تاریکی میں چھپا رہتا ہے۔ اسی طرح سے حقیقی نور جب تک انسان کے دل میں نہ چمکے وہ نہ تو خدا کے کلام سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور نہ نیچر کی کتاب سے۔ ایسا آدمی انجانے خدا کی بھی مخالفت کرنے کو تیار ہوتا ہو۔ مگر جب آنکھیں کھُل جاتی ہیں تب بلعام کی طرح یوں گواہی دیتا ہے۔ تب روح اللہ اُس پر نازل ہُوا اور وہ اپنی مثل نے چلا اور بولا۔ بعور کا بیٹا بلعام کہتا ہے۔ ہاں وہ شخص جس کی آنکھیں کھُل گئیں کہتا ہے وہ جس نے خدا کی باتیں سُنیں اور قادر مطلق کی رویا کو دیکھا ہے۔ سو پڑا تھا۔ مگر اُس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ کہتا ہے۔ گنتی ۲۴ : ۲-۳-۴ ۔ ۔ ۔ الخ انسان کچھ نہیں پا سکتا جب تک خدا کی طرف سے اُسے عنایت نہ ہو۔

خدا کا شکر ہو کہ اس زمانہ میں بھی جبکہ مادہ پرستی اور بے ایمانی کا زور ہے ایسے آنکھ والے جوہری موجود ہیں جو روحانی کان سے جواہرات نکالنے اور سلک مروارید ہمارے سامنے ہاں ہم نذمعوں کے پیش کرتے ہیں۔ نیز نیچر سے عام باتوں کو لیکر راز حقیقت افشا کرتے ہیں ان میں سے ہمارے چشم بینا سادھو سندر سنگھ ہیں جن کے وعظوں میں فیاض

خصوصیت ہو کہ نیچر کی تمام تمثیلوں سے الہی حقائق کا بیان کرتے ہیں۔ جو عالموں اور دانشمندوں کے سامنے حیرت افزا ہیں۔ ظاہرا تو وہ عام باتیں ہوتی ہیں مگر اُن میں ایسے ایسے راز ہوتے ہیں کہ اُن کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خُدا کے بھید روح کی باتیں روح ہی سے بوجھی جاتی ہیں۔ حال میں ایک چھوٹا سا رسالہ سادھو جی نے تصنیف کیا ہو جس کا نام اُنہوں نے **دُرِ حکمت** رکھا ہو۔ رسالہ کیا ہے۔ جواہرات کی کان ہے۔ میرے جیسے کم فہم و سیدھے دماغ والے کا اس کی تہہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ سچ کہا ہے۔ قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ہم جنہوں نے انسانی تصویر وحی کی ورق گردانیاں کی ہوئی ہیں ان باتوں کو کیا سمجھیں۔ سادھو جی نے انسان سے یہ حکمت حاصل نہیں کی۔ جیسا رسول پولس فرماتا ہو کہ مجھ کو انسان سے یہ حکمت حاصل نہیں ہوئی مگر مسیح سے۔ رسول نے تین برس عرب کے جنگل میں رہ کر خداوند مسیح کے قدموں میں بیٹھ کر تعلیم پائی یہی حال میں سادھو جی کا دیکھتا ہوں کہ وہ کس طرح خداوند سے اسرار الہی حاصل کرتے ہیں اُنہوں نے خداوند کی رویتیں دیکھی ہیں۔ اسرار خفی و جلی حاصل کئے ہیں۔ اُنکو ہر شے میں جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ ہر شے سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ میں نے یہ رسالہ تین دفعہ پڑھا ہے۔ مگر ہنوز اُس کے مضمون پر عبور نہیں کر سکا حالانکہ میری عادت ہے کہ کسی نئی کتاب کو ایک ہی دفعہ پڑھنا مضمون کو دماغ میں رکھ لیتا۔ مگر اس پر دماغ قادر نہیں ہوا۔ شاید اور تین دفعہ پڑھونگا تب اس پر ریویو کر سکونگا۔ فی الحال تو میں ناظرین کے سامنے اس کے مضامین کی فہرست یا یوں کہو کہ اس دُرِ حکمت کے ہار کو پیش کر کے سفارش کرتا ہوں کہ اس کو دیکھیں اور ضرور دیکھیں۔ آپ دینی کتابیں دیکھا ہی کرتے ہیں۔ اس کو بھی دیکھیں اور پڑھیں۔ معلوم کریں کہ کس عالم الہی کے عالم نے کس دماغ سے اس کو نکالکر صفحہ قرطاس پر دھر دیا ہے۔

یہ باون صفحوں کا رسالہ ہو جس میں ۲۵ مضامین ہیں گویا ۲۵ ہیرے ہیں جن کا یہ ہار ہے چمکتے ہیرے ہیں۔ کلام میں طول نہیں۔ اوسطاً ہر مضمون دو صفحہ کا ہے۔ ایک ایک مضمون گویا کان جوہر ہو۔ کہ تو ۲۵ جمع کر کے ہار پرو دیا ہے۔ آپ دیکھیں کیسے اعلیٰ مضمون ہیں۔ فی الحال میں ان کی فہرست دیتا ہوں۔ مگر جیسا میں نے اوپر کہا ہے کہ ریویو اس پر اچھی طرح سمجھ کر کرونگا۔

۱۔ ابتدا اور خلقت ۲۔ کلام مجسم ۳۔ دعا اور دھیان ۴۔ آئندہ زندگی ۵۔ نئی پیدائش ۶۔ محبت ۷۔ خیالات اور حواس ۸۔ فلسفہ اور علم لدنی ۹۔ کاملیت ۱۰۔ حقیقی ترقی اور کامیابی ۱۱۔ صلیب ۱۲۔ آزادی اور فعل مختاری ۱۳۔ قوانین صحت ۱۴۔ ضمیر ۱۵۔ خدا کی پرستش ۱۶۔ تلاش حق ۱۷۔ توبہ اور نجات ۱۸۔ موروثی گناہ ۱۹۔ ویرانت اور ہمہ اوست ۲۰۔ حملوں سے محفوظ ۲۱۔ چھوٹے اور بڑے دشمن ۲۲۔ دُنیا اصل وطن نہیں ۲۳۔ ایمان اور پاکیزگی ۲۴۔ مسیح کا ظہور ۲۵۔ وقت اور ہدایت۔

مضامین کی اہمیت تو آپ نے سمجھ لی جس خوبی اور سادگی سے عام فہم طریقہ پر بیان کیا ہے وہ آپ کو پڑھنے سے معلوم ہوگی۔

مسیحی پریس لاہور میں چھپا ہے۔ سادھو جی نے اس کا حق تصنیف للہ منشی غلام قادر صاحب مسیحی مالک مسیحی پریس کے نام وقف کر دیا ہے۔ انہوں نے ہی اسکو چھپوایا ہے۔ اُنہی سے مل سکتا ہے۔ قیمت اس سلک مروارید کی صرف ۴ ہے۔ لاہور گوالمنڈی منشی صاحب سے طلب فرماویں۔

لٹ رہا ہے جواہرات کا ڈھیر
اب بھی شائق نہ لیں تو ہو اندھیر

واعظ

اُردُو کتابیں

احبار کی کتاب کی تفسیر از پادری جے لکس صاحب ڈی ڈی بطور سوال و جواب۔ مناودوں کے لئے بہت سی پُر مطلب اور مفید معلومات کا خزانہ ہے صفحہ ۲۲۰ صرف ۴۰ کے قریب جلدیں رہ گئی ہیں قیمت ۱۲ مجلد کپڑا ۱ عہ

عہد عتیق کی کتابیں پروفیسر رابرٹسن صاحب کی اس نام کی انگریزی کتاب کا ترجمہ۔ عہدنامہ قدیم کی ہر ایک کتاب کا مختصر احوال اور خلاصہ۔ طالبان علم الہی کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہو صفحہ ۱۳۹ قیمت ۴

عہد جدید کی کتابیں مصنفہ پادری ایچ۔ جی گرے صاحب و پادری علی بخش صاحب۔ جملہ کتب عہد جدید کا احوال اور خلاصہ صفحہ ۷۰ قیمت ۸

آئینہ دل انسان کے دل پر گناہ کے اثر اور فضل کی تاثیر کو عجیب تشبیہی پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ روحانی کتاب ہے مصور و تصاویر رنگین سرورق صفحہ ۷۰ قیمت ۳

عجیب حکایت۔ ایک ایسی دنیا کے باشندوں کے جو کبھی نہیں مرتے اس فانی جہان میں آنے کا حال کہانی کے طور پر صفحہ ۱۶ قیمت ۳ پائی

الفریڈ اعظم۔ برطانیہ کے ایک مشہور بادشاہ کی زندگی کے دلچسپ حالات صفحہ ۲۵ قیمت ۲

المغنیہ۔ منکرا و سایانہ ارنامی دو سوداگروں کی پُر لطف کہانی اور منکر کے دیندار نکلنے کا حال صفحہ ۳۰ قیمت ایک پائی۔

الفاب مسیحی منظوم از پادری ایچ جے لکس صاحب اس میں مسیحیوں کو ان اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنیکی ترغیب دی گئی ہے جو انکے لئے عہدنامہ جدید میں درج ہیں صفحہ ۹ قیمت ۳ پائی

آرام کا دن غیر مسیحیوں کے لئے دلائل ثابت کیا ہو کہ ہفتہ میں آرام کے لئے ایک دن ضروری ہے صفحہ ۳ قیمت ۳ پائی

المشتہر سکریٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا

